2018-19

SHIVAJI COLLEGE • HINGOLI •

ISSN: 2278-0718 RNI No.: MAHURD/2017/72365

اردو زبان و ادب کا پاسبان عالمی ریسرچ جرنل

سہ ماہی

شیر پور (انڈیا)

تزئینِ ادب

اپریل تا جون ۲۰۱۹ء

جلد نمبر ۸
شمارہ نمبر ۳

مدیرِ اعلیٰ: ڈاکٹر ساجد علی قادری

قیمت -/75

PRINCIPAL
Shivaji College
Hingoli.Dist.Hingoli.

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

دامنِ تزئین ادب

نمبر	عنوانات	قلم کار	صفحہ نمبر
1	کہنے کی بات	مدیر اعلیٰ	3
2	حمد	ابن حسن بھٹکلی	4
3	نعت	قیصر الجعفری	
4	چکبست لکھنوی کی نظموں میں حب الوطنی کے عناصر	ڈاکٹر بلقیس بیگم ، کولکاتا	5
5	علم، متعلم اور معلم: امام غزالی کی نظر میں	ڈاکٹر نعیم النساء بیگم۔ کشمیر	9
6	ممبئی میں افسانہ نگاری کی روایت	ڈاکٹر سکینہ امتیاز خان، ممبئی	13
7	میر کے عہد میں اردو غزل کے فکری وفنی امتیازات	رشی کمار شرما، وارانسی	19
8	اردو شاعری میں سائنسی فکر	ڈاکٹر سیدہ صبیحہ سمیر، آنچل کرنجی	25
9	فارسی و اُردو زبانوں کے مشترک محاورات وضرب الامثال کا تقابلی مطالعہ	ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ شکیل، برہانپور	33
10	اردو سفرنامہ: نثری مطالعہ کے حوالے سے	ڈاکٹر عتیق قریشی، بدناپور	41
11	عربی اور اردو قصائد کا تقابلی مطالعہ	ڈاکٹر انصاری مسعود اختر، جالنہ	48
12	اُردو زبان کی پیدائش و ذرائع	ڈاکٹر مقبول سلیم شیخ مہتاب، نیکنور	51
13	دارالترجمہ عثمانیہ	نزہت پروین محمد غوث، اورنگ آباد	55
14	جموں وکشمیر میں ہم عصر اردو ڈراما اور تھیٹر کی صورتحال	ڈاکٹر محی الدین زور کشمیری، ماگام	58
15	اردو خواتین ناول نگاروں کے ناولوں میں خودنوشت کے عناصر	تزئین فاطمہ، شیر پور	66
16	اعجاز نبی کاریگر کی غزل گوئی پر ایک نظر	سید ثمینہ بشیر احمد، سولاپور	71
17	کیفی اعظمی کی شاعری میں تصورِ عورت	ڈاکٹر آفاق انجم، جلگاؤں	74
18	اکبر، اقبال اور اسرارِ خودی	پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال جاوید، ہنگولی	76
19	اصناف سخن میں غزل کا جمالیاتی مقام: ایک مطالعہ	ڈاکٹر محمد یٰسین کنبھے، دانشگاہ کشمیر	85
20	اُردو ادب کا فنکار : خواجہ احمد عباس	پروفیسر نکہت انجم۔ جرمنی	92
21	ظفر۔ شہنشاہ اور شاعر	محمد شکیل، جموں	95
22	ماجد دیوبندی کی شاعری: اسلامی فکر کے آئینے میں	ڈاکٹر حنا آفریں، نئی دہلی	100
23	ڈاکٹر صادقہ نواب سحر کے ڈراموں میں سماجی مسائل	حبیب النساء بیگم سید یوسف علی، پربھنی	107
24	مرحوم قمر الاسلام: ایسا کہاں سے لائیں تجھ سا کہیں جسے	ڈاکٹر عبدالباری، گلبرگہ	111
25	آزاد ہندوستان کا تعلیمی سفر	پروفیسر صدیقی محمد محمود، حیدر آباد	115

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

اکبر، اقبال اور اسرارِ خودی

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال جاوید شیخ ابراہیم
(صدر شعبہ اردو) شیواجی کالج، ہنگولی
Cell : 9975645187

ایک ہی فن سے تعلق رکھنے والی دو یا اس سے زائد عہد ساز شخصیات جب کسی زمانے میں جمع ہوتی ہیں تو ان کے درمیان باہمی روابط کے امکانات قوی ہو جاتے ہیں اور اگر ان کا ملک و معاشرہ اور نصب العین بھی ایک ہو تو یہ امکان یقین کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اکبر اور اقبال کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے، حالانکہ اکبر اور اقبال کے درمیان عمر کا تقریباً ۳۰ سال کا فاصلہ ہے لیکن عمر کے اس تفاوت کے باوجود ملک کے سیاسی و سماجی پس منظر میں فکر کی سطح پر ان کے یہاں یکسانیت نظر آتی ہے، ہاں اظہار کے طریقے ضرور الگ ہیں۔ اکبر نے اپنے جذبات و خیالات کے اظہار کے لیے طنز و مزاح کا لہجہ اختیار کیا اور اس کے برعکس اقبال کے ابتدائی کلام میں اکبر کا اثر ضرور نظر آتا ہے لیکن یہ تاثر وقتی تھا جو وقت کے ساتھ ختم ہو گیا اور اقبال نے سنجیدہ اور فلسفیانہ انداز بیان کو اپنی شاعری کے لیے منتخب کیا۔ لیکن دونوں کی فکر کا خمیر ایک ہی مٹی سے تیار ہوا تھا۔ مولانا محمد شاہ پھلواری اکبر اور اقبال کی مشترکہ فکری بنیادوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''حضرت اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال دونوں نے اپنی اپنی جگہ ایک ہی حقیقت کو محسوس کیا۔ دونوں کے دل ایک ہی چوٹ کھا کر تڑپے۔ دونوں کے دماغ کا سودا ایک ہی تھا۔ دونوں کے قلبی احساسات نے شعر کا پیکر اختیار کیا اور دونوں نے حاکم قوم کے ایک ایک جوڑ، بند پر بھرپور وار کیے۔ دونوں کی اساس فکر اسلام اور صرف اسلام تھا۔ دونوں کے تصورات کا مرکزی نقطہ ذات رسالت مآب تھی اور امت محمدیہ ﷺ۔ ان دونوں نے محسوس کیا کہ اسلامی قدریں، اسلامی تمدن و تہذیب اور سلامی ثقافت مغلوب ہوتی جا رہی ہے اور انگریزی کلچر چھاتا جا رہا ہے۔ دونوں نے دیکھا کہ مغربی تہذیب کی چمک دمک اور مسلمان قوم کے دل و دماغ پر اس طرح مسلط ہوتی جا رہی ہے کہ ان کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں اور اسلامی اصول کو واشگاف لفظوں میں پیش کرتے ہوئے مسلمان شرماتے ہیں اور اگر پیش بھی کرتے ہیں تو معذرت خواہانہ انداز میں...... یہ سب دیکھ کر دونوں کے دل بے چین ہو گئے۔ دونوں نے مقابلے کے لیے اپنے اپنے ہتھیار سنبھالیے۔ کہیں انگریزی تہذیب پر حملے کیے کہیں انگریزی نظام تعلیم پر، کہیں غیر اسلامی تصورات کی دھجیاں بکھیریں، کہیں مغرب پرستی کے پرخچے اڑائے۔''[۱]

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اکبر تعلیم و ترقی کے مخالف تھے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے وہ صرف اس نظام کے خلاف تھے جو حکومت کے پردے میں ہماری تہذیبی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا تھا اور مغربی تعلیم کے نام پر ہندوستانی ذہنوں کو غلام اور دین سے بیزار کر رہا تھا۔ اکبر اور

اقبالؔ دونوں نے اس عیاری کو محسوس کیا اور اپنی شاعری میں جا بجا اس کا اظہار بھی کیا ہے:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی
نظر ان کی وہی کالج کے بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر
مسجد سے نماز اور وظیفہ رخصت
کالج سے امام ابو حنیفہ رخصت
نہ تو مکتب سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اکبر الہ آبادی

گلہ تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الہٰ اللہ
محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی
موسیقی و صورت گری و علم نباتات
اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

علامہ اقبالؔ

ان اشعار سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ اکبر اور اقبالؔ تعلیم و ترقی کے خلاف نہ تھے۔ بلکہ واضح طور پر مغرب پرستی کے مخالف تھے۔ یہاں ایک بات اور عرض کرنے کی ہے کہ ان مشترکہ فکری بنیادوں کے ساتھ ہی دونوں کے یہاں مشترکہ ہندوستانی تہذیب سے محبت بھی نظر آتی ہے۔ دونوں اسلام اور مسلمانوں کے تہذیبی و دینی انحطاط کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی تہذیبی و ثقافتی قدروں کے دلدادہ بھی تھے اور مشترکہ تہذیبی قدروں کے زوال پر فکر مند بھی تھے۔

اکبر اور اقبالؔ کا فکری ارتکاز تو ایک ہی ہے لیکن اس کی وسعت میں فرق ہے۔ اکبر کی فکری وسعت کا دائرہ ملک و قوم تک محدود رہا، اور اقبالؔ کی فکر اور شاعری کا دائرہ قومیت کی حدود کو عبور کر کے بین الاقوامی اور عالمی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اکبر کی شاعری موجودہ وقت میں کوئی معنویت نہیں رکھتی۔ میری نظر میں اکبر کی شاعری کی معنویت کے تعلق سے صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اگر اکبر کی شاعری کی بصارت سے زیادہ ان کی بصیرت پر غور کیا جائے تو ان کی معنویت اپنے آپ ثابت ہو جائے گی۔ اکبر کو اس معاملے میں اولیت

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI
Scanned with OKEN Scanner

کا شرف حاصل ہے کہ اپنے ہم عصر شعرا میں انھوں نے اس زمانے میں مشرقی تہذیب کے زوال اور انگریزی تعلیم و تہذیب کے مضر اثرات اور مضمرات کو سب سے پہلے محسوس کر لیا تھا۔ اس سلسلے میں پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

> ''میرا خیال یہ ہے کہ اکبر پہلے شخص ہیں جن کو بدلتے ہوئے زمانے، اس زمانے میں اپنی تہذیبی اقدار کے لیے خطرہ، اور انگریزی تعلیم و ترقی کو انگریزی سامراج کے قوت مند ہتھیار ہونے کا احساس شدت سے تھا اور انھوں نے اس کے مضمرات کو بہت پہلے دیکھ لیا تھا۔ اس معاملے میں مہاتما گاندھی اور اقبال بھی ان کے بعد ہیں۔''[۲]

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

ان تمام باتوں سے قطع نظر اکبر اور اقبال کے مابین توانا مراسم بھی تھے۔ اقبال انھیں اپنا مرشد معنوی کہتے تھے اور دونوں کے درمیان خط و کتابت کا ایک طویل سلسلہ رہا ہے۔ الہ آباد میں اکبر سے اقبال کی ملاقات تین مرتبہ ہوئی اس کے بعد بھی اقبال اکبر سے ملاقات کے متمنی تھے لیکن درمیان میں ہی اکبر کا انتقال ہو گیا۔ دونوں کی ایک دوسرے سے محبت، عقیدت اور قدر دانی کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے:

حضرت اقبال میں جو خوبیاں پیدا ہوئیں
قوم کی نظریں جو ان کے طرز کی شیدا ہوئیں

یہ حق آگاہی یہ خوش گوئی یہ ذوق معرفت
یہ طرق راستی خودداریِ بے تمکنت

یہ اشعار اکبر نے اقبال کی والدہ کی وفات پر کہے تھے۔ اقبال نے اکبر کی وفات پر یہ اشعار کہے:

دریغا بحق از جہاں بست اکبر
حیاتش بحق بود روشن دلیلے
سرِ ذرۂ طورِ معنی کلیمے
بہ بت خانۂ دور حاضر خلیلے

۱۹۱۵ء میں اقبال کی فارسی مثنوی 'اسرار خودی' کے شائع ہونے کے بعد دونوں کے درمیان تصوف کے تعلق سے اختلاف کا ایک طویل سلسلہ رہا۔ یہ سلسلہ صرف انھیں دو لوگوں کے درمیان نہیں تھا بلکہ اس دور کے تقریباً تمام اکابرین علم و دانش کے لیے بھی یہ مثنوی توجہ کا مرکز رہی۔ اور اس پر کافی لے دے بھی ہوئی۔ اس میں خواجہ حسن نظامی اور پیرزادہ مظفر احمد فضلی پیش پیش تھے خواجہ حسن نظامی اقبال کے اظہار کردہ خیالات سے کافی برہم ہوئے جس کے سبب طویل عرصے تک ان کے درمیان تقریباً تمام مراسم منقطع ہو گئے تھے۔ بعد ازاں اکبر نے مصالحت کی کوشش کی۔

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

اقبالؔ ملت اسلامیہ کے احیاء کے خواہش مند تھے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار تھے۔ وہ بنیادی طور پر حرکت وعمل کے شاعر تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔ اسرار خودی اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اقبالؔ تصوف کے مخالف نہ تھے بلکہ وہ اس میں مکمل عقیدہ رکھتے تھے اور خود سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ ابتدا میں علامہ وجودیت کے تصور سے متاثر تھے لیکن بعد میں اس سے بیزار ہو گئے۔ علامہ وحدت الوجود کو فلسفہ قرار دیتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے (اور یوں بھی جب کوئی فلسفہ مطابق شریعت وسنت ہو تبھی قابل قبول ہوتا ہے) اور فراغت، بے عملی ورہبانیت کو فروغ دیتا ہے اور اسلام میں رہبانیت کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ اسی طرح شاعری بھی اگر انسان کو ان راہوں پر ڈالے تو وہ بھی علامہ کے نزدیک مضر ہے اور شیطان کے کام کو آسان کرنے کے مترادف ہے۔ 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں ابلیس اپنے مشیروں سے کہتا ہے۔ ع

ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

اقبالؔ نے دیگر علوم وفنون اور فلسفے کی طرح تصوف کے لیے بھی کچھ اصطلاحیں وضع کی تھیں۔ اقبالؔ اس تصوف کو اسلامی تصوف کہتے ہیں جو اسلام کے اصل پیغام کا ترجمان ہے اور جو تصوف لوگوں کو رہبانیت کی جانب لے جاتا ہے اسے عجمی تصوف کا نام دیتے ہیں۔ علامہ کے نزدیک:

''اس میں ذرا شک نہیں کہ تصوفِ وجودی سرزمین اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے جس نے عجمیوں کی دماغی آب وہوا میں پرورش پائی ہے۔''[۳]

محولہ بالا جملے کے متعلق یہاں کچھ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس سے علامہ اقبالؔ اور تصوف کے متعلق ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اقبالؔ کے اس جملے کے متعلق (تحقیق کی رو سے) کئی ناقدین ومحققین غلط فہمی کا شکار نظر آتے ہیں۔ اکثر تحقیقی و تنقیدی کتابوں میں مثلاً اقبالؔ نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبالؔ مرتبہ شیخ عطا اللہ، کلیات مکاتیب اقبالؔ مرتبہ سید مظفر حسین برنی، اقبالؔ اور تصوف از آل احمد سرور مشمولہ دانشور اقبالؔ اور طریق خانقاہی اور کلام اقبالؔ از پروفیسر پی۔ این۔ پشپ مشمولہ اقبالؔ اور تصوف مرتبہ آل احمد سرور میں اصل جملے کے بجائے سہواً کاتب کی غلطی سے سید سلیمان ندوی کے نام علامہ اقبالؔ کے مذکورہ خط مورخہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۱۷ میں 'تصوف وجودی سرزمین اسلام میں نیا پودا ہے' کی جگہ 'تصوف کا وجود ہی سرزمین اسلام میں نیا پودا ہے' درج ہو گیا ہے، جب کہ اصل خط میں 'تصوف وجودی سرزمین اسلام میں نیا پودا ہے' ہی درج ہے۔ علامہ اقبالؔ کا دستی خط (عکس) جو کلیات مکاتیب اقبالؔ مرتبہ سید مظفر حسین برنی کے صفحہ ۶۷۵، طباعت ۱۹۸۹ء پر شامل ہے، اس میں صحیح عبارت ('تصوف وجودی سرزمین اسلام میں نیا پودا ہے') موجود ہے۔[۴] مذکورہ بالا کتابوں میں درج غلط جملے کو اگر مان لیا جائے تو اقبالؔ صریحاً تصوف کے منکر ثابت ہوں گے اور اقبالؔ فہمی کے تعلق سے یہ ایک بڑا نقصان ہوگا، لہٰذا ان غلطیوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

اس پس منظر میں جب ہم 'اسرار خودی' کے ان اشعار پر نظر ڈالتے ہیں تو علامہ کا موقف واضح ہو جاتا ہے۔ طوالت کے پیش نظر

Scanned with OKEN Scanner

تمام اشعار یہاں درج کرنا میری نظر میں درست نہیں ہے۔ لہٰذا نمونے کے طور پر اس حصے کے چیدہ چیدہ اشعار ملاحظہ ہوں افلاطون کے متعلق کہتے ہیں:

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

راہب اول فلاطوں حکیم
از گروہ گوسفندان قدیم
گفت سر زندگی در مردن است
شمع را صد جلوہ از افسردن است
گوسفندے در لباس آدم است
حکم او بر جان صوفی محکم است
بس کہ از ذوق عمل محروم بود
جان او وارفتۂ معدوم بود
قومہا از سکر او مسموم گشت
خفت و از لطف عمل محروم گشت

اور حافظ کے رنگ شاعری پر اس طرح اظہار خیا کیا ہے:

ہوشیار از حافظ صہبا گسار
جامش از زہر اجل سرمایہ دار
رہن ساقی خرقۂ پرہیز او
مے علاج ہول رستاخیز او
آں فقیہ ملت مے خوارگاں!
آں امام امت بے چارگاں
حافظ جادو بیاں شیرازی است
عرفی آتش بیاں شیرازی است
ایں سوئے ملک خودی مرکب جہاند
آں کنار آب رکن آباد ماند
محفل او در خور ابرار نیست
ساغر اور قابل احرار نیست

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

بے نیاز از محفل حافظ گذر
الحذر از گوسفنداں الحذر

محولہ بالا اشعار اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ اقبال نے نہ حافظ کی ذات پر تنقید کی ہے اور نہ ہی تصوف کو مسترد کیا ہے۔ بلکہ وہ حافظ کے اس رنگ شاعری کے مخالف ہیں جو ادبیات اسلامیہ اور بہت حد تک تصوف پر اثر انداز ہو رہی تھی۔ افلاطون کے فلسفے نے بھی اسلامی علم وادب اور مذہب پر اثر کیا نتیجتاً تصوف میں ''وحدت وجود'' یا ''توحید وجودی'' کا مسلک نکلا اور تمام عالم طریقت پر چھا گیا۔۵ لیکن افلاطون کے تعلق سے کسی کو اعتراض نہ تھا۔ حافظ کی رنگ شاعری پر تنقید کے اعتراض کی وجہ غالباً حافظ سے لوگوں کی مذہبی عقیدت تھی۔ چونکہ ان اشعار کی شمولیت سے مثنوی لکھنے کا مقصد ہی فوت ہو رہا تھا اس لیے اقبال نے اس متنازع فیہ حصے کو مصلحت کے تحت آئندہ طباعت میں حذف کر کے اس کی جگہ ''حقیقت شعر واصلاح ادبیات اسلامیہ'' کے نام سے نئے باب کو مثنوی میں شامل کر دیا۔ منقولہ بالا اشعار پر ردعمل اور اقبال کی منشا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حامد حسن قادری لکھتے ہیں:

> ''ان اشعار پر'' زاہدان خشک'' بہت برہم ہوئے، اور کفر کے فتوے لگا دیے، اقبال صلح پسند طبیعت رکھتے تھے۔ انھوں نے رفع شر کے لیے'' اسرار خودی'' میں سے یہ اشعار خارج کر دیے لیکن اصل میں ان اشعار سے نہ خواجہ حافظ کی ذات پر چوٹ ہے نہ سچے تصوف پر کوئی ضرب بلکہ بقول آقائے محیط طباطبائی ایرانی۔'' درآں مثنوی بر عرفاں ست وتصوف را کہ خاموشے تاختہ بود۔''۶

عرض کیا جا چکا ہے کہ اقبال کے ان خیالات سے لوگوں کے ذہن میں یہ مغالطہ پیدا ہوا کہ اقبال کلیتاً تصوف کے منکر ہو گئے ہیں، ان میں اکبر بھی ایک تھے۔ اس معاملے میں جہاں تک اکبر کا تعلق ہے تو اکثر ناقدین ومحققین کا خیال ہے کہ اکبر علامہ اور 'اسرار خودی' کو لے کر غلط فہمی کے شکار تھے۔ اس سے مراد اکبر کے علمی مرتبے پر سوالیہ نشان لگانا ہرگز نہیں ہے ان کا علمی مرتبہ مسلم، لیکن اس سے قطع نظر پورے معاملے پر جب ہماری نظر جاتی ہے تو واقعی لگتا ہے کہ اکبر غلط فہمی کے شکار تھے۔ اور اقبال کے 'اسرار خودی' میں بیان کردہ افکار کو قابل اعتنا قرار نہیں دیا۔ اکبر کے خطوط سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

خواجہ حسن نظامی کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

> ''میں نہیں جانتا کہ وہ کون سا اسلامی مقہور تصوف ہے جو انسان کو دنیا میں سعی سے روکتا ہے، بہرحال پڑھے لکھوں کا یہ پرانا شغل زندگی ہے۔ انسان کو ضرور مردانگی سے کام لینا چاہیے، لیکن کالج کی پروفیسری عرب کی مردانگی نہیں ہے جس کا وعظ کہا جاتا ہے۔''۷

عبدالماجد دریابادی کو لکھتے ہیں:

> ''سمجھ میں نہیں آتا کہ اقبال تصوف کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑے ہیں۔''۸

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

''اقبال صاحب کو آج کل تصوف پر حملے کا بڑا شوق ہے۔ کہتے ہیں کہ عجمی فلاسفی نے عالم کو خدا قرار دے رکھا ہے۔اور یہ بات غلط ہے۔''۹

مزید ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

''اقبال نے جب سے حافظ شیرازی کو علانیہ برا کہا ہے میری نظر میں کھٹک رہے ہیں ان کی مثنوی 'اسرار خودی' آپ نے دیکھی ہوگی۔اب 'رموز بے خودی' شائع ہوئی ہے۔میں نے نہیں دیکھی جی نہیں چاہا''۱۰

اکبر کی یہ بے اعتنائی اور طنزیہ جملے اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اکبر کے ذہن میں اقبال کا تصور واضح نہ تھا اس لیے اقبال نے انھیں لکھا کہ:

''میں نے خواجہ حافظ پر کہیں یہ الزام نہیں لگایا کہ ان کے دیوان سے مے کشی بڑھ گئی ہے۔میرا اعتراض حافظ پر بالکل اور نوعیت کا ہے اسرار خودی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ایک لٹریری نصب العین کی تنقید تھی جو مسلمانوں میں کئی صدیوں سے پاپولر ہے۔اپنے وقت پر اس نصب العین سے ضرور فائدہ ہوا ۔اس وقت یہ غیر مفید ہی نہیں بلکہ مضر بھی ہے۔خواجہ حافظ کی ولایت سے اس تنقید میں کوئی سروکار نہ تھا۔نہ ان کی شخصیت سے۔نہ اشعار میں مے سے مراد وہ مے ہے جو لوگ ہوٹلوں میں پیتے ہیں بلکہ اس مے سے مراد وہ حالت سکر ہے جو حافظ کے کلام سے بحیثیت مجموعی پیدا ہوتی ہے۔چونکہ حافظ ولی اور عارف تصور کیے گیے ہیں اس واسطے ان کی شاعرانہ حیثیت عوام نے بالکل نظر انداز کر دی ہے اور میرے ریمارک تصوف اور ولایت پر حملہ کرنے کے مترادف سمجھے گئے ہیں۔''۱۱

اسی خط میں آگے لکھتے ہیں:

''معاف کیجئے گا آپ کے خطوط سے یہ معلوم ہوا کہ (ممکن ہے غلطی پر ہوں) آپ نے مثنوی اسرار خودی میں صرف وہی اشعار دیکھے ہیں جو حافظ کے متعلق لکھے گئے ہیں باقی اشعار پر شاید نظر نہیں فرمائی۔کاش آپ کو ان کے پڑھنے کی فرصت مل جاتی کہ آپ ایک مسلمان پر بدظنی کرنے سے محفوظ رہتے۔

عجمی تصوف سے لٹریچر میں دلفریبی اور حسن تو پیدا ہوتا ہے لیکن ایسا کہ طبائع کو پست کرنے والا ہے۔اس کے برعکس، اسلامی تصوف دل میں قوت پیدا کرتا ہے۔اس قوت کا اثر لٹریچر پر ہوتا ہے۔

میرا تو عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کا لٹریچر تمام ممالک اسلامیہ میں قابل اصلاح ہے۔قنوطی لٹریچر کبھی دنیا میں زندہ نہیں رہ سکا۔قوم کی زندگی کے لیے اس کا اور اس کے لٹریچر کا رجائی ہونا ضروری ہے''۱۲

اس پر بھی اکبر نہیں مانے تو اقبال نے ایک اور خط ان کو لکھا جس میں کہتے ہیں:

''مخدومی آپ مجھے تناقض کا ملزم گردانتے ہیں یہ بات درست نہیں ہے۔مگر میری بدنصیبی یہ ہے کہ آپ

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

نے مثنوی اسرار خودی کو اب تک نہیں پڑھا۔میں نے گذشتہ خط میں بھی عرض کیا تھا کہ ایک مسلمان پر بد ظنی کرنے سے محترز رہنے کے لیے میری خاطر سے ایک دفعہ پڑھ لیجیے۔اگر آپ ایسا کرتے تو یہ اعتراض نہ ہوتا۔''۱۳

اقبالؔ کو اکبر کے اس رویے سے تکلیف بھی تھی لہٰذا انھوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ایک خط میں لکھا:

''زیادہ کیا عرض کروں سوائے اس کے کہ مجھ پر عنایت فرمایئے،عنایت کیا رحم کیجیے اور اسرار خودی کو ایک دفعہ اول سے آخر تک پڑھ جایئے۔جس طرح منصور کو شبلی کے پتھر سے زخم آیا اور اس کی تکلیف سے اس نے آہ وفریاد کی اسی طرح آپ کا اعتراض مجھ کو تکلیف دیتا ہے۔''۱۴

بالآخر اکبر کے رویے میں کچھ نرمی آئی تو انھوں نے علامہ اقبالؔ اور خواجہ حسن نظامی کے درمیان اختلاف کی خلیج کو کم کرنے کی کوشش کی۔اس سلسلے میں خواجہ صاحب کو ایک خط میں حسب ذیل اشعار لکھتے ہیں:

اے خواجہ حسن کرو نہ اقبالؔ کو رد
قومی رکنوں کے ہیں نگہباں وہ بھی
تم محو ہو حسن کی تجلی میں
ہیں دشمن فتنۂ رقیباں وہ بھی
پریوں کے لیے جنوں ہے تم کو اگر
دیووں کے لیے بنے سلیماں وہ بھی

اکبر اسرار خودی میں حافظ پر اعتراض کرنے کی وجہ سے اقبالؔ سے برہم ضرور تھے لیکن انھوں نے خود حافظ کے اس رنگ پر طنز کیا ہے۔ان کی نظم 'برق کلیسا' کا یہ شعر میری سمجھ میں بالواسطہ طور پر ایک طرح کا طنز ہی ہے:

ہم میں باقی نہیں اب خالد جانباز کا رنگ
دل پہ غالب ہے فقط حافظ شیراز کا رنگ

اس کے علاوہ مندرذیل رباعی میں اکبر نام نہاد خانقاہوں اور ان کے نظام اور مسلمانوں کی بے دینی و معاشی ابتری کی طرف واضح اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تحریک ضرورت معیشت ہے بہت
خرقے کو بھی اب خیال خلعت ہے بہت
خالق کے جمال کا تو سودا کم ہے
اللہ کے نام کی تجارت ہے بہت

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

نے مثنوی اسرار خودی کو اب تک نہیں پڑھا۔ میں نے گذشتہ خط میں بھی عرض کیا تھا کہ ایک مسلمان پر بد ظنی کرنے سے محترز رہنے کے لیے میری خاطر سے ایک دفعہ پڑھ لیجیے۔ اگر آپ ایسا کرتے تو یہ اعتراض نہ ہوتا۔''۱۳

اقبالؔ کو اکبر کے اس رویے سے تکلیف بھی تھی لہٰذا انھوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ایک خط میں لکھا:

''زیادہ کیا عرض کروں سوائے اس کے کہ مجھ پر عنایت فرمایئے، عنایت کیا رحم کیجیے اور اسرار خودی کو ایک دفعہ اول سے آخر تک پڑھ جایئے۔ جس طرح منصور کو شبلی کے پتھر سے زخم آیا اور اس کی تکلیف سے اس نے آہ وفریاد کی اسی طرح آپ کا اعتراض مجھ کو تکلیف دیتا ہے۔''۱۴

بالآخر اکبر کے رویے میں کچھ نرمی آئی تو انھوں نے علامہ اقبالؔ اور خواجہ حسن نظامی کے درمیان اختلاف کی خلیج کو کم کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں خواجہ صاحب کو ایک خط میں حسب ذیل اشعار لکھتے ہیں:

اے خواجہ حسن کرو نہ اقبالؔ کو رد
قومی رکنوں کے ہیں نگہباں وہ بھی
تم محو ہو حسن کی تجلی میں
ہیں دشمن فتنہ رقیباں وہ بھی
پریوں کے لیے جنوں ہے تم کو اگر
دیووں کے لیے بنے سلیماں وہ بھی

اکبر اسرار خودی میں حافظ پر اعتراض کرنے کی وجہ سے اقبالؔ سے برہم ضرور تھے لیکن انھوں نے خود حافظ کے اس رنگ پر طنز کیا ہے۔ ان کی نظم 'برق کلیسا' کا یہ شعر میری سمجھ میں بالواسطہ طور پر ایک طرح کا طنز ہی ہے:

ہم میں باقی نہیں اب خالد جانباز کا رنگ
دل پہ غالب ہے فقط حافظ شیراز کا رنگ

اس کے علاوہ مندرذیل رباعی میں اکبر نام نہاد خانقاہوں اوران کے نظام اور مسلمانوں کی بے دینی ومعاشی ابتری کی طرف واضح اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تحریک ضرورت معیشت ہے بہت
خرقے کو بھی اب خیال خلعت ہے بہت
خالق کے جمال کا تو سودا کم ہے
اللہ کے نام کی تجارت ہے بہت

اقبال نے اسے یوں بیان کیا ہے:

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن،تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ،وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو
ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچوگے جو مل جائیں صنم پتھر کے

مختصر یہ کہ ان موضوعات پر قلم اٹھانا کسی جرأت سے کم نہیں۔ میں نے اپنی بساط بھر پوری کوشش کی ہے۔ موضوع کے ساتھ میں نے کتنا انصاف کیا ہے اس کا فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے۔ قطع کلام کے طور پر صرف اتنا کہنا ہے کہ:

طالب ہوں میں تو اپنے ہی دل کی نگاہ کا
سودا نہیں ہے مجھ کو حریفوں کی واہ کا

حوالے:۔ ا۔ اکبر اور اقبال از مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری مشمولہ اقبال اور مشاہیر مرتبہ طاہر طونسوی، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۸۱ء، ص ۱۶۷۔۱۶۸، ۲۔ اکبر الہ آبادی، نو آبادیاتی نظام اور عہد حاضر از پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی مشمولہ فکر و تحقیق، اکبر الہ آبادی نمبر جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء، ص ۷، ۳۔ کلیات مکاتیب اقبال مرتبہ سید مظفر حسین برنی اردو اکادمی، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۶۷۵
۴۔ مذکورہ عبارت (جو غلط درج کی گئی ہے) کے حوالے درج ذیل ہیں:
اقبال نامہ مجموعہ مکاتیب اقبال مرتبہ شیخ عطاءاللہ، اقبال اکیڈمی، پاکستان، سید سلیمان ندوی کے نام، خط نمبر ۳۷۔۳۸، کلیات مکاتیب اقبال مرتبہ سید مظفر حسین برنی اردو اکادمی، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۶۷۳، دانشور اقبال از آل احمد سرور، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۲۰۰۲ء، ص ۹۵، اقبال اور تصوف مرتبہ آل احمد سرور، اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۸۰ء، ص ۲۷، اقبال اور تصوف از پروفیسر الطاف احمد اعظمی مشمولہ ایوان اردو، دہلی، مئی ۲۰۱۶ء، ص ۸
۵۔ اقبال اور حافظ از حامد حسن قادری مشمولہ اقبال اور مشاہیر مرتبہ طاہر طونسوی، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۱۹۸۱ء، ص ۲۰
۶۔ ایضاً ص ۱۸، ۷۔ خط بنام خواجہ حسن نظامی مورخہ ۳ راگست ۱۹۱۷ بحوالہ اکبر و اقبال از عبد القادر سروری مشمولہ علی گڑھ میگزین اکبر نمبر، ۱۹۵۰، ۸۸، ۸۔ خط بنام عبد الماجد دریابادی مورخہ ۶ راگست ۱۹۱۷ء، بحوالہ اسرار خودی مولفہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء، ص ۳۱، ۹۔ ایضاً ص ۳۱، مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۷ء، ۱۰۔ ایضاً ص ۳۱، مورخہ ۱۱رجون ۱۹۱۸ء
۱۱۔ کلیات مکاتیب اقبال مرتبہ سید مظفر حسین برنی اردو اکادمی، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۲۴۔۷۲۳، ۱۲۔ ایضاً ص ۲۵۔۷۲۴
۱۳۔ ایضاً ص ۲۹۔۷۲۸، ۱۴۔ ایضاً ص ۷۲۳

☆☆☆☆

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

Scanned with OKEN Scanner

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

Vol.8 Issue No.3 April to June 2019 ISSN: 2278-0718 RNI No.: MAHURD/2017/72385

International Research Journal In Urdu Language

TAZEEN-E-ADAB

An International Registered Referred Quarterly Research Journal For Urdu Language

Editor In Chief: DR. SAJID ALI QADRI

UGC Approved Journal

PRINCIPAL
Shivaji College
Hingoli.Dist.Hingoli

The Tazeen - E - Adab, Quarterly, Printed, Published and Owned by Sajid Ali Qadri
Printed at: Educational Publishing House, 3191, GALI VAKIL WALI, Kucha Pandit Rd, Lal Kuan Bazar, Delhi, 110006
ublished at Plot No.57, Ganesh Colony, Shirpur, Dist.Dhule (M.S.) India Pin: 425405 Email Id: tazeeneadab@gmail.com, sajid.qadri7@gmail.com
Cell: 9423288786, 9403094333, 9881583827, 9975211060

Scanned with OKEN Scanner